نظامِ حکومت

جمہوریت یا شورائیت

المرسل: خادم احرار محمد عبد الرحمن جامی نقشبندی جلال پور پیروالہ

امام ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے فلسفے کی روشنی میں

آج کل ملک میں جمہوریت کا بڑا زور ہے۔ حتیٰ کہ وہ جماعتیں جو دین کا نام لیتی ہیں انہیں بھی بہت زور سے جمہوریت آئی ہوئی ہے۔ اور وہ ملک کی دیگر لادین جماعتوں کا شامل واجہ بن کر بے توقیر سی ہوگئی ہیں۔ جمہوریت کے ساتھ اسلام کی پیوند کاری کر کے "اسلامی جمہوریت" کا بگل بجا رہی ہیں۔ جو صریحاً اسلام میں تحریف ہے۔ اسلام کا جمہوریت سے کوئی بھی تو تعلق نہیں۔ دراصل پاکستان کے مذہبی سیاسی بہروپیوں نے جمہوریت سے متعہ کا ارتکاب کیا اور اپنے اس جرم کو اسلام کے سر تھونپ دیا۔ جمہوریت عوام کی اکثریت کے فیصلے کے نام پر انسانیت کے قتل کا ظالمانہ نظام ہے۔ جبکہ اسلام نے جو سیاسی نظام عطاء کیا ہے وہ شورائی ہے۔ جس میں صرف اہل الرائے جمع ہو کر مشورہ کرتے ہیں اور خالق نے مخلوق کی بہتری کیلئے جو اصول عطاء فرمائے ہیں ان کے نفاذ کی تدبیر کرتے ہیں۔ ذیل میں امام شاہ ولی اللہ کے فلسفے کی روشنی میں اس نکتے کی وضاحت کی جارہی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

"وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله"

یعنی ان سے تمام معاملات ملکی میں مشورہ کیا کریں اور جب عزم کرلیں تو پھر اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

علامہ ابوبکر جصاص الرازی الحنفی اپنی تصنیف احکام القرآن میں اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ مشاورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اختیاری نہ تھی بلکہ واجب تھی۔

قاضی امت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ عزم سے کیا مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل الرائے۔ یعنی جو لوگ رائے دینے کے اہل ہیں ان سے مشورہ کرنا اور پھر اس مشورے کا پابند ہونا۔ (تفسیر ابن کثیر)

"ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے" کہ۔

"وامرهم شورىٰ بينهم"

یعنی مسلمان اپنے تمام اجتماعی معاملات میں باہمی مشورے سے کام کرتے ہیں۔

مراد نبی داماد سیدنا علی فاتح ایران سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نظریہ بھی اس بارے میں یہ ہے کہ

لاخلافته الا عن مشورة

(کنز العمال)

یعنی خلافت بغیر مشورے کے خلافت نہیں رہتی۔ ان فیصلوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ مشورہ ملک

کے اہل الرائے اصحاب ہی سے لیا جائیگا۔ جو مشورہ دینے کے اہل ہونگے نہ کہ ہر کس و ناکس سے۔

حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اہل الرائے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ مملکت کا نظام چلانے کیلئے

اجتماع من عقلاء القوم ومبرزیہم

پیدا کرنا ہوگا یعنی قوم کے عقلاء، حکماء اور سر برآوردہ اشخاص جو اپنے خاص حلقوں میں ماہر خصوصی ہوں جمع کئے جائیں۔ یہ اجتماع لامحالہ ہر شعبہ زندگی کے ماہرین پر مشتمل ہوگا جس میں اہل اللہ بھی ہونگے۔ غرض ان خصوصیات کے حامل اصحاب کو ان کے اپنے اپنے حلقے منتخب یا نامزد کر کے پیش کرینگے اور پھر ان پر مشتمل ایک مجلس مشاورت (پارلیمنٹ) بنائی جائے گی۔ جو مملکت کا نظام چلائے گی انہی میں سے ایک کو مملکت کا صدر منتخب کر لیا جائیگا۔ یہی وہ طریقہ ہے جس پر خلافت راشدہ کا نظام چلتا رہا۔ اور خلفائے راشدین کا انتخاب عمل میں آتا رہا۔ آج بھی ہمارے لئے یہی طریقہ قابل نمونہ ہے۔ ورنہ ایسے لوگوں کو جمع کرنا جو مشورہ دینے کے اہل نہ ہوں اور پھر ان کے اکثریتی فیصلے سے قوانین بنانا کہاں کی عقل مندی ہے۔

علامہ اقبال نے انہی کے متعلق فرمایا ہے:

گریز از طرز جمہوری، غلامے پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر فکر انسانے نمی آید

ظاہر ہے کہ اس شعر میں پختہ کار سے وہی اہل الرائے یا بہ قول امام ولی اللہ دہلوی قوم کے عقلاء حکماء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے ماہرین خصوصی مراد ہیں۔

حیرت ہے کہ دور حاضرہ کا ایک چوٹی کا ماہر اجتماعیات پی اے سارد کنی جامعہ ہارورڈ ریاستہائے متحدہ امریکہ بھی دنیا کے نئے رجحانات پر بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اچھی حکومت کیلئے متوازن طبع عقلاء کی ضرورت ہے تاکہ وہ سائنسدان ماہرین کے علوم کی تنگ نالیوں کو جمع کر کے فلاح عوام کیلئے استعمال کریں۔

حکماء الٰہی کی طرف سے اس قسم کی رہنمائی کے بغیر سائنسدان ماہرین خصوصی کی حکومت اہل سیاست کی حکمبرداری سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

آل پاکستان سائنس کانفرنس پشاور کے اجلاس ۱۹۶۳ء میں تقسیم شدہ مقالہ۔ سارد کنی کا یہ خیال حجتہ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی کے فکر ہی کی تائید کرتا ہے۔ اور اس نئے سیاسی رجحان کا پتہ دیتا ہے۔ جو عالمی سیاسیات اختیار کرنے لگی ہے۔ اب پاکستان کے سمجھ بوجھ رکھنے والے طبقے کا فرض ہے کہ وہ امام ولی اللہ دہلوی کی اس حکیمانہ تشریح پر غور کرے اور ملک کی صحیح رہنمائی کرے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سیاست دانوں اور جمہوریت کے اسیر علماء کرام کو عقل سلیم عطاء فرمائے اور افلاطون کے نظام جمہوریت سے نجات عطا فرمائے (آمین)۔